شرح هدى السلام في أصول الإسلام

"اللہ تعالیٰ، دینِ اسلام، اور رسول اللہ ﷺ کی معرفت سے متعلقہ اہم مسائل"

تصنیف و شرح

فضيلة الشيخ صالح العصيمي حفظه الله

ترجمہ

عبدالمعز وحید

بسم الله الرحمن الرحيم

زیرِ نظر کتابچہ فضیلۃ الشیخ صالح العصیمی حفظہ اللہ کے مختصر رسالے هدى السلام في أصول الإسلام اور اس کی شرح کا اردو ترجمہ ہے۔ اس رسالے کے مضامین چونکہ ہر انسان، چھوٹے اور بڑے، مرد و خواتین، کے لیے اہم ہیں، لہذا جتنا ممکن ہو اسے نشر کیجیے؛ دوست احباب کو پڑھنے کا کہیں، چھوٹے بچوں کو بھی پڑھائیں اور بزرگوں کو بھی دیں، تاکہ اس کا فائدہ عام ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے نفع مند بنادے، اور شیخ حفظہ اللہ کو ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

تنبیہ: آسان فہم بنانے کے لیے مترجم کی جانب سے شرح میں بعض معمولی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں، البتہ متن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

جان لیجیے کہ تمام واجبات سے بڑھ کر واجب، اور تمام اہم چیزوں سے زیادہ اہم چیز بندے کا اپنے رب، اپنے دین، اور اپنے نبی محمد ﷺ کو جاننا ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے، اور انہیں اسی کا حکم دیا ہے۔

اور عبادت بجالانے کا دار ومدار تین اصولوں پر ہے:

1. معبود کی معرفت ہونا۔
2. صفتِ عبادت کا علم ہونا۔
3. اس کے پیغمبر کی معرفت ہونا۔

پس معبود اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، صفتِ عبادت مکمل دین ہے جس کے مطابق اس کی عبادت کی جاتی ہے، اور اس کے پیغمبر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہی تین معارف وہ عظیم اصول ہیں جن کے ساتھ نبی ﷺ کو بھیجا گیا، انہی کی بابت قبر میں سوال ہوگا، اور انہی کی تفاصیل پر ثواب اور اجر مرتب ہوتا ہے۔

شرح:

مصنف — وفقہ اللہ — نے کتاب کا آغاز ''بسم اللہ'' سے کیا ہے؛ نبی ﷺ کی اپنے خطوط ورسائل میں سنت کی پیروی کرتے ہوئے۔

پھر ذکر کیا کہ (تمام واجبات سے بڑھ کر واجب، اور تمام اہم چیزوں سے زیادہ اہم چیز بندے کا اپنے رب، اپنے دین، اور اپنے نبی محمد ﷺ کو جاننا ہے)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ہے وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ ''میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' پس جب عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں تو وہ اسے بجالانے پر مأمور ہیں۔

چنانچہ عبادت میں دو چیزیں جمع ہوگئیں:

1. یہ جن وانس کی تخلیق کے پیچھے کارفرما حکمتِ الٰہی ہے۔
2. یہ اللہ عزوجل کا جن وانس کو شرعی حکم ہے۔

ان دونوں چیزوں کے جمع ہونے کے باعث یہ تینوں معارف تمام واجبات سے بڑھ کر واجب اور تمام اہم چیزوں سے زیادہ اہم ہیں۔ کیونکہ عبادت تین اصولوں کو جانے بغیر نہیں کی جاسکتی:

1. ''معبود کی معرفت ہونا۔''یعنی عبادت کس کے لیے کی جارہی ہے۔
2. ''صفتِ عبادت کا علم ہونا۔''
3. ''اس کے پیغمبر کی معرفت ہونا۔''کیونکہ محض عقل سے عبادت میں اللہ تعالیٰ کا حق نہیں جانا جاسکتا۔

لہذا، کتاب و سنت میں جہاں بھی عبادت کا حکم آیا ہے، وہ ان تین اصولوں کو جاننے کا حکم بھی ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر عبادت بجالانا محال ہے۔

پھر مصنف —وفقہ اللہ— نے ان تینوں اصول کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ (پس معبود اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے) یعنی وہ الہ، جس کی عبادت کا ہمیں حکم ہے، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ الہ اس ذات کو کہتے ہیں جس کی جانب دل محبت اور انکساری کے ساتھ متوجہ ہوں۔

پھر فرمایا (صفتِ عبادت مکمل دین ہے جس کے مطابق اس کی عبادت کی جاتی ہے) پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت ایک مخصوص کیفیت پر موقوف ہے۔ جب انسان اس کے مطابق عمل کرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کا عابد کہلائے گا۔ اور یہ کیفیت، یا صفت، دینِ اسلام ہے۔

پھر فرمایا (اور اس کے پیغمبر رسول اللہ ﷺ ہیں) پس محمد ﷺ کا اہم ترین منصب یہ ہے کہ آپ اس امت کی جانب بھیجے گئے اللہ کے رسول ہیں تاکہ آپ اس کی عبادت کا حکم دیں۔ آپ ﷺ ہی لوگوں کو اللہ کی عبادت کی صفت بیان کریں گے جس سے وہ اس کا قرب پاسکتے ہیں۔

پھر مصنف — وفقہ اللہ — نے ان تینوں معارف کی جلالت و عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا (یہی تین معارف وہ عظیم اصول ہیں جن کے ساتھ نبی ﷺ کو بھیجا گیا، انہی کی بابت قبر میں سوال ہو گا، اور انہی کی تفاصیل پر ثواب اور اجر مرتب ہوتا ہے)

تو ان معارف کی عظمت کا مدار تین اہم باتوں پر ہے:

1. یہ وہ عظیم اصول ہیں جن کے ساتھ نبی ﷺ کو بھیجا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عبادت کا حکم دینے کے لیے بھیجا ہے۔ اور پیچھے بیان ہوا ہے کہ عبادت ان تین اصولوں کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور ان کی معرفت بھی نبی ﷺ کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

2. ان تینوں معارف کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا۔ پس بندے سے قبر میں پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ جس شخص کو تمہاری طرف بھیجا گیا اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

3. انہی کی تفاصیل پر اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے۔ جو ان کے مقتضی پر عمل کرے گا، اس کے لیے اجر و ثواب ہے۔ اور اسے ترک کرنے والے کے لیے عقاب و عذاب ہے۔

پہلا اصول
بندے کا اپنے رب کو جاننا

ہر شخص پر اللہ عزوجل کی معرفت کا واجب حصہ چار اصولوں پر مبنی ہے:

1. اللہ عزوجل کے وجود کا علم۔ یہ ایمان ہو کہ اللہ موجود ہے، معدوم نہیں۔
2. اس کی ربوبیت کا علم۔ یہ ایمان ہو کہ اللہ عزوجل اپنی ذاتِ مقدسہ اور افعالِ کاملہ کے اعتبار سے اکیلا رب ہے۔
3. اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا کا علم۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے، یا اس کے رسول ﷺ نے اس کے جو اسماء وصفات بتائے ہیں ان پر ایمان ہو۔
4. اس کی الوہیت کا علم۔ پس یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی عبادات کا مستحق الٰہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، پس بندے جن اعمال سے تقرب حاصل کرتے ہیں وہ ان میں تنہا مقصود ہے۔

اور رب ہی عبادت کا مستحق ہے۔ تمام تر عبادات جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ صرف اللہ کے لیے ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور جو ان میں سے کوئی چیز غیر اللہ کے لیے پھیر دے تو وہ مشرک اور کافر ہے۔

شرح:

مصنف — وفقہ اللہ — نے تین اصولوں کو جاننے کا وجوب بیان کرنے کے بعد ہر اصول کو الگ الگ بیان کرنا شروع کیا ہے۔ سب سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت کو ذکر کیا ہے، کیونکہ یہی ان تین اصولوں کی ابتداء اور انتہا ہے۔ پس فرمایا (پہلا اصول: بندے کا اپنے رب کو جاننا)

پھر مصنف — وفقہ اللہ — نے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سے ہر شخص پر واجب حصہ بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ ان تینوں معارف میں سے کچھ حصہ ایسا ہے جو ہر شخص پر جاننا واجب ہے۔ اور اس واجب حصے کو چند اصولوں کے تحت ضبط کیا جا سکتا ہے، اس لیے فرمایا (ہر شخص پر اللہ عزوجل کی معرفت کا واجب حصہ چار اصولوں پر مبنی ہے)۔

پہلا اصول: (اللہ عزوجل کے وجود کا علم۔ یہ ایمان ہو کہ اللہ موجود ہے، معدوم نہیں) کیونکہ اللہ تعالی کی ذات سے متعلق تمام چیزیں—ربوبیت، الوہیت، اسماء وصفات وغیرہ—کسی معدوم سے متعلق نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ عدم کی کوئی صفت نہیں ہوتی، اور جس کا اپنا کوئی وجود نہ ہو اس کا دوسروں پر کوئی حق بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ بندے کا ایمان ہو کہ جس رب کے لیے ربوبیت الوہیت اور اسماء وصفات ہیں وہ موجود ہے۔

دوسرا اصول: (اس کی ربوبیت کا علم) اور ربوبیت کے علم سے مراد توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرنا ہے۔

اور توحید ربوبیت سے مراد اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور افعال میں تنہا ماننا ہے۔ اس لیے فرمایا (یہ ایمان ہو کہ اللہ عزوجل اپنی ذاتِ مقدسہ اور افعالِ کاملہ کے اعتبار سے اکیلا رب ہے) پس توحیدِ ربوبیت کا مدار دو چیزوں پر ہے:

1. اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت۔ یعنی وہ ایک ہے، متعدد نہیں۔
2. اللہ تعالی کی اپنے افعال میں وحدانیت۔ یعنی وہ اپنے افعال، جیسے پیدا کرنا، زندگی دینا، موت دینا وغیرہ، میں اکیلا ہے۔

تیسرا اصول: (اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا کا علم) اسماء وصفات کے علم سے مراد توحیدِ اسماء وصفات کا اقرار کرنا ہے۔

توحیدِ اسماء وصفات سے مراد اس کو اس کے اسماء اور صفات کے اعتبار سے یکتا ماننا ہے۔

اسماء اسم کی جمع ہے، یعنی نام۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے مراد ایسا لفظ ہے جو اللہ کی ذات پر دلالت کرے، اور اس میں کسی چیز کے کمال کا پہلو ہو۔

اور صفات صفت کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق کسی کمال پر دلالت کرے۔

اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا پر ایمان یہ ہے کہ (خود اللہ تعالیٰ نے اپنے، یا اس کے رسول ﷺ نے اس کے جو اسماء و صفات بتائے ہیں ان پر ایمان ہو) کیونکہ یہ غیبی امور میں سے ہے، لہذا وحی کے علاوہ کہیں سے اسماء وصفات معلوم نہیں ہو سکتے۔

چوتھا اصول: (اس کی الوہیت کا علم)

توحیدِ الوہیت سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو عبادت میں اکیلا کرنا۔ اس لیے فرمایا (پس یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی عبادات کا مستحق الہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، پس بندے جن اعمال سے تقرب حاصل کرتے ہیں وہ ان میں تنہا مقصود ہے)

پھر مصنف —وفقہ اللہ— نے اللہ تعالیٰ کے ہی عبادت کا مستحق ہونے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا (اور رب ہی عبادت کا مستحق ہے) یعنی عبادت صرف اور صرف اس کا حق ہے۔ تمام کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی ربوبیت مانتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے، وہی سب کو رزق دیتا ہے، سب کا مالک ہے، اور تمام امور کی تدبیر کرتا ہے۔ پس جب وہی سب کا رب ہے، تو واجب ہے کہ وہی ان کا معبود ہو۔

قرآن مجید میں توحیدِ الوہیت کو ثابت کرنے کے لیے سب سے زیادہ توحیدِ ربوبیت کو ہی بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ربوبیت ذکر کرنے کے ساتھ ہی عبادت کا حکم دیتا ہے، یہ بتانے کے لیے کہ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ عبادت اسی کی کی جائے۔

پھر مصنف —وفقہ اللہ— نے بیان کیا کہ (تمام تر عبادات جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ صرف اللہ کے لیے ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں)۔ تو جس کے دل میں توحیدِ الوہیت گھر کر جائے، وہ عبادات میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے نہیں انجام دیتا۔

پھر مصنف —وفقہ اللہ— نے بیان کیا کہ (جو ان میں سے کوئی چیز غیر اللہ کے لیے پھیر دے تو وہ مشرک اور کافر ہے) کیونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حق میں کسی کی شراکت قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا "اور یہ کہ مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو۔" اس آیات میں "أحداً" نکرہ فی سیاق النہی ہے، جو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ سادہ الفاظ میں: (کسی اور کی عبادت نہ کرو) میں ہر کوئی شامل ہے، چاہے وہ کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی رسول ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہیں کی جائے گی۔

دوسرا اصول
بندے کا دینِ اسلام جاننا

دین کے تین مراتب ہیں:

1. اسلام۔اس کے پانچ ارکان ہیں:
   - شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله۔اس کی بات کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے،اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
   - نماز قائم کرنا
   - زکات ادا کرنا
   - رمضان کے روزے رکھنا
   - بیت اللہ کا حج
2. ایمان۔اس کے ارکان چھ ہیں:
   - اللہ عزوجل پر ایمان لانا
   - ملائکہ پر ایمان
   - اس کی کتب پر ایمان
   - اس کے رسولوں پر ایمان
   - یومِ آخرت پر ایمان
   - تقدیر،بری اور اور اچھی،پر ایمان
3. احسان۔اس کے دو رکن ہیں:
   - اللہ کی عبادت کرنا
   - اس عبادت کا مقامِ مشاہدہ یا مقامِ مراقبہ پر ہونا

دینِ اسلام کی معرفت کا ہر شخص پر واجب حصہ تین اصولوں پر مبنی ہے:

1. عقیدہ۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ یہ حق کے مطابق اور شریعت کے موافق ہو۔ اس کی اساس پیچھے ذکر کردہ چھ ارکانِ ایمان اور ان کے تحت آنے والے اصولِ عقیدہ ہیں۔
2. فعل۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ بندے کی اختیاری حرکات ظاہراً و باطناً، شرعی احکام کے مطابق ہوں، امراً و حلاً۔ بندے کے افعال دو قسم کے ہیں:
   - اس کے اپنے رب سے متعلق افعال۔ جن کا لبِ لباب اسلام کے لازمی احکام ہیں، مثلاً نماز روزے زکات حج کا علم، ان کی شروط ارکان واجبات اور مبطلات کا علم۔
   - اس کے مخلوق کے ساتھ افعال۔ جن کا لبِ لباب معاشرت اور معاملات کے احکام ہیں۔
3. ترک۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ ان کا لبِ لباب پانچ محرمات ہیں جن پر تمام انبیاء ورسولوں کے ادیان کا اتفاق ہے:
   - فواحش
   - گناہ
   - ناحق ظلم
   - شرک
   - اللہ عزوجل پر بغیر علم بولنا

اور جو چیزیں ان پانچ کے تحت آتی ہیں، یا ان سے متعلق ہیں۔

شرح:

مصنف — وفقہ اللہ — نے پہلا اصول بیان کرنے کے بعد دوسرا اصول بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا (دوسرا اصول؛ بندے کا دینِ اسلام جاننا)

پھر دین کے مراتب بیان کیے کہ (دین کے تین مراتب ہیں) پہلا مرتبہ اسلام، پھر ایمان اور پھر احسان۔

اور ان مراتب میں فرق یہ ہے کہ:

- پہلا مرتبہ، یعنی اسلام، ظاہری اعمال سے متعلق ہے۔
- دوسرا مرتبہ، یعنی ایمان، باطنی عقائد سے متعلق ہے۔
- تیسرا مرتبہ، یعنی احسان، ظاہری اعمال اور باطنی اعتقادات میں اتقان اور پختگی سے متعلق ہے۔

پھر مصنف —وفقہ اللہ— نے ہر مرتبے کے ارکان بیان کرنا شروع کیے۔ پس اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔

پہلا رکن: (شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله۔ اس کی بات کی گواہی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) جو شہادہ (گواہی) اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کی گواہی اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے۔

دوسرا رکن: (نماز قائم کرنا) جو نماز ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے، وہ دن و رات میں فرض کی گئی پانچ نمازیں ہیں۔

تیسرا رکن: (زکاۃ ادا کرنا) جو زکاۃ ادا کرنا ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے وہ ایک مخصوص مال پر فرض زکاۃ ہے۔

چوتھا رکن: (رمضان کے روزے) رمضان کے روزے جو اسلام کا ایک رکن ہیں، وہ ہر سال رمضان کے پورے مہینے کے روزے ہیں۔

پانچواں رکن: (بیت اللہ کا حج) ارکانِ اسلام میں شامل حج سے مراد زندگی میں ایک بار حج کرنا ہے۔

پس ان عبادات میں بیان کردہ حدود سے زائدہ حصہ رکنِ اسلام نہیں کہلائے گا، بھلے وہ واجب ہو۔ مثلاً زکاۃِ فطر واجب ہے، لیکن وہ اسلام کا رکن کہلائے گی۔ اسی طرح عیدین اور کسوف کی نمازیں بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہیں۔ اگر ان کو واجب تسلیم کر لیا جائے، تب بھی یہ اسلام کا رکن نہیں شمار ہوں گی۔

پھر دوسرے مرتبے، یعنی ایمان، کے چھ ارکان بیان کیے۔

پہلا رکن: (اللہ تعالیٰ پر ایمان) اور اس میں واجب حصہ ہے کہ:

- ◈ اس کے وجود پر، رب اور عبادت کے مستحق ہونے، اور اس کے اسمائے حسنیٰ و صفاتِ علیا پر ایمان ہو۔

دوسرا رکن: (ملائکہ پر ایمان) اس میں واجب حصہ یہ ہے کہ ایمان ہو:

- ◈ کہ اللہ کی مخلوقات میں فرشتے بھی ہیں
- ◈ ان میں انبیاء پر وحی لانے والے فرشتے بھی تھے

تیسرا رکن: (اس کی کتب پر ایمان) اور اس میں واجب حصہ یہ ہے کہ ایمان ہو:

- ◈ کہ اللہ نے اپنے بعض نبیوں پر کتابیں نازل کیں جو اس کا کلام ہیں، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان اختلاف میں اس کے مطابق فیصلہ کریں

◈ تمام کتب قرآن مجید نے منسوخ کر دیں

چوتھا رکن: (اس کے رسولوں پر ایمان) اور اس میں واجب حصہ یہ ہے کہ ایمان ہو:

◈ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی جانب انہی میں سے رسول بھیجے، تاکہ وہ انہیں عبادت کا حکم دیں

◈ آخری رسول محمد ﷺ تھے

پانچواں رکن: (یومِ آخرت پر ایمان) اور اس میں واجب حصہ یہ ہے کہ ایمان ہو:

◈ اللہ تعالیٰ ایک عظیم دن، یعنی قیامت کے دن، خلقت کو اٹھائے گا

◈ تاکہ انہیں بدلہ دے: جس نے اچھا عمل کیا اس کے لیے اچھائی، یعنی جنت۔ اور جس نے برا عمل کیا اس کے لیے وہی جو اس نے عمل کیا، اور اس کی سزا آگ ہے

چھٹا رکن: (تقدیر، بری اور اور اچھی، پر ایمان) اور اس میں واجب حصہ یہ ہے کہ ایمان ہو

◈ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک تقدیر، اچھی یا بری، طے کر دی ہوئی ہے

◈ کوئی بھی چیز اس کی مرضی کے بغیر، یا اس کے پیدا کیے بغیر، نہیں ہوتی

ایمان کے ارکان میں بیان کردہ حدود ہر شخص پر واجب ہیں، اور ان کے بغیر بندے کا اسلام درست نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص اسلام سے منتسب ہے اور اس کے زعم میں نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ محمد ﷺ کے بعد بھی انبیاء آ سکتے ہیں، تو اس کا اسلام باطل ہے! کیونکہ ایمان بالرسل میں سے واجب حصہ ہے کہ نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان ہو۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

پھر مصنف — وفقہ اللہ — نے تیسرا مرتبہ، یعنی احسان، اور اس کے ارکان ذکر کیے۔

پہلا رکن: (اللہ کی عبادت کرنا)

دوسرا رکن: (اس عبادت کا مقامِ مشاہدہ یا مقامِ مراقبہ پر ہونا)

مقامِ مشاہدہ یہ ہے کہ: بندے کا دل اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے اور اس سے باخبر ہونے کی گواہی دے۔ اتنی مضبوط گواہی کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

مقامِ مراقبہ یہ ہے کہ: بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا اور باخبر ہونا مستحضر ہو۔ پس یہ بات اس کے ذہن میں رہے کہ وہ اللہ کے سامنے ہے، اور اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

دین کے مراتب بیان کرنے کے بعد مصنف — وفقہ اللہ — نے فرمایا (دینِ اسلام کی معرفت کا ہر شخص پر واجب حصہ تین اصولوں پر مبنی ہے)

پہلا اصول: (عقیدہ۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ یہ حق کے مطابق اور شریعت کے موافق ہو۔ اس کی اساس پیچھے ذکر کردہ چھ ارکانِ ایمان اور ان کے تحت آنے والے اصولِ عقیدہ ہیں) جیسے ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ یہ عقیدہ برحق ہے کیونکہ یہ شریعت کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بلند ہونے پر بے شمار دلائل ہیں۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس پر ایک ہزار سے زائد دلائل ہیں۔

دوسرا اصول: (فعل۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ بندے کی اختیاری حرکات ظاہراً و باطناً، شرعی احکام کے مطابق ہوں، امراً و حلاً) یعنی بندہ اپنے مرضی سے جو بھی کرے، وہ شریعت کے موافق ہو؛ یا شریعت میں اس کا حکم ہو، یا شریعت میں وہ حلال ہو۔ جس چیز کا حکم ہے وہ فرض یا نفل ہو گی، جبکہ حلال سے مراد جائز ہونا ہے۔

پھر مصنف وفقہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ (بندے کے افعال دو قسم کے ہیں:

- اس کے اپنے رب سے متعلق افعال۔ جن کا لبِ لباب اسلام کے لازمی احکام ہیں، مثلاً نماز روزے زکات حج کا علم، ان کی شروط ارکان واجبات اور مبطلات کا علم۔
- اس کے مخلوق کے ساتھ افعال۔ جن کا لبِ لباب معاشرت اور معاملات کے احکام ہیں)

تیسرا اصول: (ترک۔ اور اس میں واجب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ ان کا لبِ لباب پانچ محرمات ہیں جن پر تمام انبیاء و رسولوں کے ادیان کا اتفاق ہے:

- فواحش
- گناہ
- ناحق ظلم
- شرک
- اللہ عزوجل پر بغیر علم بولنا

اور جو چیزیں ان پانچ کے تحت آتی ہیں، یا ان سے متعلق ہیں)

تیسرا اصول
بندے کا اپنے نبی محمد ﷺ کو جاننا

آپ ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے، آپ عرب میں سے ہیں اور آپ کا قبیلہ قریش ہے۔ آپ ﷺ کی معرفت کا ہر ایک پر واجب حصہ چار اصولوں پر مبنی ہے:

1. آپ ﷺ کا پہلا نام (محمد جاننا)، بقیہ نسب کے بغیر۔
2. یہ بات جاننا کہ آپ عبداللہ ورسولہ (اللہ کے بندے اور اس کے رسول) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے آپ کو چن لیا اور رسالت کے ذریعے آپ کو فضیلت عطا کی اور آپ پر رسولوں کے سلسلے کا ختم کر دیا۔
3. یہ جاننا کہ آپ ﷺ ہمارے طرف بڑے واضح دلائل، ہدایت اور دینِ حق لے کر آئے ہیں۔
4. یہ بات جاننا کہ آپ کی سچائی اور آپ کی رسالت کا ثبوت کتاب اللہ ہے۔

اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی جانب مبعوث فرمایا کہ آپ انہیں توحید کی طرف بلائیں اور شرک سے ڈرائیں۔ اور آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے تمام جن و انس پر فرض کی ہے۔

تمت بحمد اللہ

شرح:

مصنف — وفقہ اللہ — نے دوسرا اصول بیان کرنے کے بعد تیسرا اصول بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا (تیسرا اصول: بندے کا اپنے نبی محمد ﷺ کو جاننا)

پھر نبی ﷺ کی معرفت کے اصول بیان فرمائے؛ آپ کا نام، آپ عرب میں سے ہیں، اور آپ کا قبیلہ قریش ہے۔ اور قریش عرب کا سب سے اشرف ترین قبیلہ تھا۔

پھر فرمایا (آپ ﷺ کی معرفت کا ہر ایک پر واجب حصہ چار اصولوں پر مبنی ہے)

پہلا اصول: (آپ ﷺ کا پہلا نام – محمد – جاننا، بقیہ نسب کے بغیر) کیونکہ جو شخص آپ ﷺ کا نام نہیں جانتا، وہ یہ کیسے جان سکتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو عبادت کا حکم دینے کے لیے بھیجا ہے؟ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تو آپ ﷺ کو نام کے بغیر جانا جا سکتا تھا؛ آپ کی جانب اشارے وغیرہ کے ذریعے۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا نام آپ کی ذات پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب بندہ جان لے کہ ہماری طرف محمد نامی ایک نبی بھیجے گئے، وہ آپ کی صفات اور آپ کے حقوق جان سکتا ہے۔ اس لیے فقہاء نے ذکر کیا ہے (ابن حزم رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے) کہ مولود کا نام رکھنا واجب ہے کیونکہ اگر نام نہ رکھا جائے تو اس کے حقوق اور واجبات بھی نہیں ادا کیے جا سکتے۔

دوسرا اصول: (یہ بات جاننا کہ آپ عبداللہ ورسولہ (اللہ کے بندے اور اس کے رسول) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے آپ کو چن لیا اور رسالت کے ذریعے آپ کو فضیلت عطا کی اور آپ پر رسولوں کے سلسلے کا ختم کر دیا) پس آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں؛ آپ کی عبادت نہیں کی جا سکتی۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اللہ نے آپ کو چنا، اور وحی اور رسالت عطا کر کہ دوسروں سے افضل بنایا، آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسرا اصول: (یہ جاننا کہ آپ ﷺ ہمارے طرف بڑے واضح دلائل، ہدایت اور دینِ حق لے کر آئے ہیں) اللہ نے آپ کو ایسے واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے جن سے قیامت تک لوگ عبادت کے لیے رہنمائی لیتے رہیں گے۔

اگرچہ یہ اصول بالکل واضح ہے، لیکن ایک طویل عرصے سے اس میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہی ہیں اور آج بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو صرف ایک عظیم انسان، یا محض ایک سماجی مصلح، یا صرف ایک فوجی قائد، یا صرف ایسے شخص کے طور پر پیش کیا جس کی مفید طبّی ہدایات ہیں (جسے انہوں نے "طبِ نبوی" کا نام دے رکھا ہے)۔ یہ اور اس طرح کی باتیں نبی کریم ﷺ کے بلند مقام میں تقصیر اور تنقیص ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو نہ ایک فوجی قائد بنا کر بھیجا گیا، نہ صرف ایک عظیم انسان کے طور پر، اور نہ ہی ایک طبیب کے طور پر؛ بلکہ آپ ﷺ کو روشن دلائل، ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث کیا گیا۔ یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کے ساتھ آپ ﷺ کو بھیجا گیا، اور اس خصوصیت میں کوئی انسان آپ ﷺ کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔

پس اگر انسانیت کے سامنے نبی کریم ﷺ کا مقام بیان کرنا مقصود ہو تو آپ ﷺ کو اللہ تعالی کے چنیدہ رسول اور نبی کی حیثیت سے پیش کیا جائے، جنہیں اللہ نے رسالت کے شرف سے نوازا، تمام خلقت کی طرف مبعوث کیا، اور قیامت کے دن تک تمام لوگوں پر اپنی حجت بنا دیا۔

چوتھا اصول: (یہ بات جاننا کہ آپ کی سچائی اور آپ کی رسالت کا ثبوت کتاب اللہ ہے) پس کتاب اللہ نبی ﷺ کی سچائی کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ نے آپ کو ہماری جانب بھیجا ہے۔ اور یہ کہ آپ خود سے نبی اور رسول کے مرتبے پر فائز نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔

پھر مصنف — وفقہ اللہ — نے کتاب کو نبی ﷺ کی معرفت سے متعلق تین مسائل کے ساتھ ختم کیا ہے:

1. (اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی جانب مبعوث فرمایا) تو آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں؛ عربی و عجمی، جن وانس۔
2. (کہ آپ انہیں توحید کی طرف بلائیں اور شرک سے ڈرائیں)
3. (اور آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالی نے تمام جن وانس پر فرض کی ہے)

پھر آخر میں فرمایا (تمت بحمد اللہ) پس آخر میں اللہ تعالی ہی کی تعریف ہے، جیسا کہ ابتداء میں بھی اسی کی تعریف ہے۔ فالحمد للہ أولاً وآخراً۔

یہ کتاب — جیسا کہ مصنف نے اس کا نام رکھا ہے — ھدی السلام ہے۔ یعنی لوگوں کو سلامتی والے راستے کی جانب ہدایت دیتی ہے۔ اس میں اسلام کے اصول ہیں۔ ان کا اہتمام کرنا چاہیے، عظیم جاننا چاہیے، لوگوں میں نشر کرنے چاہیں اور بار بار بیان کرنے چاہیں۔ کیونکہ سبھی سے قبر میں ان تین اصولوں کے متعلق سوال ہو گا۔ پھر اللہ تعالی مومنوں کو القول الثابت کے ذریعے ثابت قدم رکھے گا۔ اسی طرح قبر میں اس امتحان میں جو چیز بندے کو ثابت قدم رکھے گی: کہ بندہ یہ اصول جانتا ہو، اور بار بار ان کو پڑھتا پڑھاتا رہے، کبھی ان سے منقطع نہ ہو۔ اللہ تعالی ہم سب کو القول الثابت کے ذریعے دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھے۔